قادیانیوں کے نام تلاش کئے اور مقررہ مدت کے اندر اعتراضات داخل کئے۔

چناب نگر میں قادیانیوں نے سب سے زیادہ ووٹ درج کرائے تھے۔ اُن کی نشاندہی ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ چنانچہ 20725 (بیس ہزار سات سو پچیس) ووٹوں پر اعتراض لگا کر فائل انتظامی افسروں کے حوالے کی گئی۔ اسی طرح قریبی علاقوں بھوانہ، چنیوٹ اور مضافات سے بھی قادیانی ووٹروں کو تلاش کر کے اعتراضات چنیوٹ کے سول جج کے حوالے کئے گئے۔ چیچہ وطنی میں 329 اور ساہی وال میں 81 قادیانی ووٹروں پر اعتراضات دائر کئے گئے۔

اس سلسلے میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل، سابق سینیٹر محترم حافظ حسین احمد صاحب نے بے مثال تعاون فرمایا اور الیکشن کمیشن اسلام آباد میں خود جا کر ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش فرمائی جو اس کار خیر میں حائل تھیں۔ چناب نگر میں مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا محمد مغیرہ، مولانا غلام مصطفیٰ، قاری شبیر احمد عثمانی اور دیگر علماء و کارکنان نے دن رات ایک کر کے، اس کام کو مکمل کیا۔ چیچہ وطنی اور ساہی وال میں جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور قاری منظور احمد طاہر صاحب نے انتھک جہد و جہد کی۔ اللہ تعالیٰ اُن سب حضرات کو جزاء خیر عطاء فرمائے، جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی سازشوں کو ناکام کرنے میں اپنا اپنا حصہ ادا کیا۔ (آمین)

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت نے اس اہم کام کی تکمیل کے لئے جتنا وقت دیا، وہ انتہائی کم تھا۔ بہت سے قادیانیوں کے نام اب بھی انتخابی فہرستوں میں شامل ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ انتخابی فہرستوں کو قادیانیوں سے پاک کرنے اور مسلمانوں کے خانہ سے قادیانیوں کے اخراج و تنسیخ کے لئے اس بات کی بھی اجازت دے کہ اگر بعد میں کسی قادیانی کے ووٹ کو چیلنج کیا جائے تو اسے قبول کیا جائے۔ امید ہے حکومت اس اہم مسئلہ پر خصوصی توجہ دے گی اور اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالے گی۔

مولانا زاہد الراشدی

سود کے بارے میں چند گزارشات

سپریم کورٹ آف پاکستان نے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سودی نظام وقوانین کو ۳۰ رجون ۲۰۰۲ء تک ختم کرنے کا تاریخی فیصلہ دیا تھا۔ اس کے خلاف حکومتی سرپرستی میں یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ نے اپیل کی۔ گزشتہ ماہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ نے اپیل کی سماعت کے بعد ۲۴ رجون کو اسے منظور کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کو ہدایت کی ہے کہ اس کی از سرنو سماعت کی جائے۔ اس موقع پر دینی وملی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے مولانا زاہد الراشدی نے ''پاکستان شریعت کونسل'' کی طرف سے درج ذیل گزارشات فریقین کے وکلاء اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے دیگر سرکردہ ارباب علم ودانش کی خدمت میں پیش کیں۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر یہ تحریر ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

☆...... سود تمام آسمانی شریعتوں میں حرام رہا ہے اور بائبل میں بھی اس سلسلے میں واضح ہدایات موجود ہیں، چنانچہ بائبل کی کتاب خروج باب ۲۲ آیت ۲۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ: ''اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہے، کچھ قرض دے تو اس سے قرض خواہ کی طرح سلوک نہ کرنا اور اس سے سود نہ لینا''

استثناء باب ۲۳ آیت ۱۹ میں ہے: ''تو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا، خواہ وہ روپے کا ہو یا اناج کا یا کسی اور ایسی چیز کا جو بیاج پر دی جایا کرتی ہے'' جبکہ زبور باب ۱۵ آیت ۵ میں نیک آدمی کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: ''وہ اپنا روپیہ سود پر نہیں دیتا''

☆...... قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ کی آیات ۲۷۵ تا ۲۷۹ میں سود کی ممانعت کرتے ہوئے سود اور تجارت کو باہم مثل قرار دینے والوں کے موقف کی نفی کی گئی ہے۔ تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا گیا ہے، سود سے باز نہ آنے والوں کے طرز عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے اور سود اور تجارت میں فرق نہ کرنے والوں کو مخبوط الحواس بتایا گیا ہے۔

☆...... سورۃ النساء کی آیت ۱۶۱ میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کے اسباب بیان کرتے ہوئے ایک سبب یہ بتایا گیا ہے کہ انہیں سود سے منع کیا گیا تھا، لیکن اس کے باوجود وہ سود لیتے تھے۔

☆...... جناب نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ کے تاریخی خطبے میں سود کی کلی ممانعت اور تمام سابقہ سودی معاملات کے خاتمہ کا اعلان فرمایا اور جناب نبی اکرم ﷺ کی بیسیوں احادیث میں سود کی مذمت اور سود کا کاروبار کرنے والوں کے لئے سخت عذاب اور شدید ناراضی کی وعید موجود ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ''سیرت النبی ﷺ'' میں لکھا ہے کہ جب اہل طائف نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہو کر اسلام قبول کرنے کے لئے چند شرائط پیش کیں تو ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہم سود کا لین دین نہیں چھوڑ سکتے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ہمارا بیشتر کاروبار سود پر چلتا ہے، لیکن جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ شرائط قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

☆...... ''سیرت النبی ﷺ'' میں ہی مذکور ہے کہ نجران کے مسیحیوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اسلامی سلطنت میں بطور ذمی رہنے کا معاہدہ کیا تو معاہدہ کی باقاعدہ شرائط میں یہ بات درج تھی کہ ان میں سے کوئی سود کا لین دین نہیں کرے گا۔

☆...... کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم اور جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سود کی ممانعت کی ہے، جو شخصی قرضوں پر ضرورت مندوں سے لیا جاتا تھا اور تجارتی قرضوں یا لین دین میں سود کی ممانعت نہیں فرمائی۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل شواہد اس کی تردید کرتے ہیں:

ا)۔ سورۃ البقرۃ میں حرمت ربا کے احکام کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اگر مقروض تنگ دست ہو تو کشادہ دست ہونے تک اس کو مہلت دے دو'' اس آیت میں اس صورت کے بیان کیلئے حرف ''ان'' استعمال ہوا ہے جو عربی زبان کے قواعد کے رو سے اس بات کی دلیل ہے کہ مذکورہ صورت نادر الوقوع ہے، کیونکہ عام الوقوع صورت کے ذکر کے لئے عربی زبان میں حرف ''اذ'' استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۸۲ میں اللہ تعالیٰ نے روزمرہ لین دین کے احکام بیان کرنے کیلئے '' **اذا تداینتم بدین** '' کے، جب کہ اگلی آیت میں اسی ضمن کی ایک نادر صورت یعنی سفر میں لین دین کی صورت میں رہن کا حکم بیان کرنے کیلئے '' **وان کنتم علی سفر** '' کے الفاظ استعمال کئے ہیں، اسی طرح سورۃ المائدہ کی آیت ۶ میں عام حالات میں نماز سے پہلے وضو کا حکم بیان کرنے کیلئے '' **اذا قمتم الی الصلوۃ** '' کے الفاظ آئے ہیں، جبکہ غیر معمولی صورت احوال میں تیمم کا حکم بیان کرنے کیلئے '' **وان کنتم مرضی اوعلی سفر** '' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہ تصور کہ نزول قرآن کے زمانے میں صرف تنگ دست اور مفلوک الحال لوگ ہی اپنی روزمرہ ضروریات کیلئے سود پر قرض لیا کرتے تھے، غلط ہے، کیونکہ یہ صورت تو، قرآن کے الفاظ کی رو سے، نادر اور قلیل الوقوع تھی، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ لوگ عام طور پر ذاتی اور صرفی ضروریات کے بجائے تجارتی مقاصد کیلئے سود پر قرض لیا کرتے تھے اور قرآن نے کسی تفریق کے بغیر دونوں کو حرام قرار دیا ہے۔

۲)۔سورۃ الروم کی آیت ۳۹ میں اللہ تعالیٰ نے سود پر قرض دینے کا محرک بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''اور تم سود پر جو قرض اس غرض سے دیتے ہو کہ وہ لوگوں کے مال میں بڑھے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا''۔ یہ محرک ظاہر ہے کہ ضرورت مندوں کو دیئے جانے والے صرفی قرضوں کی بجائے حقیقتاً تجارتی سود میں پایا جاتا ہے، کیونکہ صرفی قرضوں میں تو قرض کے مع سود واپس آنے کے بجائے خود اصل رقم ہی کے ڈوب جانے کا امکان غالب ہوتا ہے۔

۳)۔سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے والے، سود کا معاملہ لکھنے والے اور اس کا گواہ بننے والے سب افراد کو اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔سوال یہ ہے کہ اگر اس سود سے مراد تجارتی کے بجائے صرف صرفی قرضوں کا سود ہے تو اس میں سود دینے والا کس وجہ سے لعنت کا مستحق ہے؟ کیونکہ وہ بے چارا تو جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے نہایت اضطرار کی حالت میں سود پر قرض لے رہا ہے۔

۴)۔احادیث میں ''ربا الفضل''، یعنی ہم جنس اشیاء کے مبادلہ میں کمی بیشی کی ممانعت کے احکام ''ربا النسیئۃ'' ہی کی فرع ہیں اور سود سے بچنے کے لئے سد ذریعہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس ضمن میں دو روایتیں درج ذیل ہیں:

(۱) صاحب مشکوٰۃ نے باب الربا میں بخاری شریف اور مسلم شریف کے حوالے سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے محاصل وصول کرنے کے لئے ایک نمائندہ بھیجا جو واپس آیا اس کے پاس عمدہ قسم کی کھجوریں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا خیبر میں ساری کھجوریں اسی طرح کی ہوتی ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں، بلکہ میں نے عام اور ردی کھجوریں زیادہ مقدار میں دے کر ان کے عوض عمدہ کھجوریں تھوڑی مقدار میں لے لی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو ردی کھجوریں نقد رقم کے عوض بیچ کر اس کے بدلے میں عمدہ کھجوریں خرید لیا کرو۔(۲) مشکوٰۃ شریف باب الربا میں ہی بخاری اور مسلم کے حوالے سے یہ واقعہ بھی منقول ہے کہ حضرت بلالؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے۔حضور ﷺ نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئی ہیں؟ حضرت بلالؓ نے جواب دیا کہ عام کھجوریں زیادہ مقدار دے کر ان کے عوض یہ عمدہ کھجوریں تھوڑی مقدار میں لے لی ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ''عین ربا'' ہے، اس لئے ایسا مت کرو اور اگر اس طرح کرنا ضروری ہو تو عام کھجوریں کسی اور چیز کے عوض فروخت کر کے اس کے بدلے میں عمدہ کھجوریں لے لیا کرو۔

احادیث سے ظاہر ہے کہ ربا الفضل کے احکام کا اطلاق روزمرہ کے تجارتی لین دین پر ہوتا ہے نہ کہ صرفی قرضوں پر۔اب یہ ایک بالکل نامعقول بات ہوگی کہ تجارتی لین دین میں سد ذریعہ کے طور پر ربا الفضل تو حرام ہو اور ربا النسیئۃ، جس سے بچنے کے لئے ربا الفضل کو احتیاطاً ممنوع قرار دیا گیا ہو، حلال اور جائز ہو۔

۵۔ یہ بات تاریخی شواہد سے بھی ثابت ہے کہ عہد رسالت ﷺ اور دور صحابہؓ میں تجارتی قرضوں کا رواج موجود تھا۔ اس سلسلے میں دو واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے: بخاری شریف کتاب الجہاد، باب برکتہ الغازی فی مالہ میں مذکور ہے کہ حضرت زبیر بن العوامؓ لوگوں سے قرض لے کر تجارت کیا کرتے تھے اور وفات کے بعد ان کے ذمے مختلف لوگوں کے اس قسم کے قرضوں کی مالیت بائیس لاکھ درہم تھی، جو موجودہ پاکستانی کرنسی کے حساب سے پانچ کروڑ روپے سے زیادہ رقم بنتی ہے۔ طبری مطبوعہ قاہرہ ج ۳، ص ۷۸ میں مذکور ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ہند بن عتبہؓ نے بیت المال سے قرض لے کر بلاد کلب میں جا کر اس سے تجارت کی۔

ان شواہد سے واضح ہوتا ہے کہ دور نبوی ﷺ اور دور صحابہؓ کرام میں شخصی قرضوں کے علاوہ تجارت میں سود کی شکلیں موجود تھیں، لوگوں سے قرض لے کر سرمایہ کاری ہوتی تھی اور تجارت کے لئے بیت المال سے قرض لینے کی صورت بھی موجود تھی، لیکن ان تمام صورتوں کی موجودگی کے باوجود کسی بھی صورت میں سود کا کوئی معمول نہیں تھا اور شخصی ضرورت، تجارت اور سرمایہ کاری سمیت کسی بھی غرض کے لئے قرض لینے پر سود کی کلی ممانعت تھی۔

جناب نبی اکرم ﷺ نے متعدد احادیث میں امت میں سود کے عام ہونے کو قیامت کی نشانیوں اور امت میں پیدا ہونے والی خرابیوں میں ذکر فرمایا ہے، مثلاً: (۱) مشکوٰۃ باب الربا میں ابوداؤد، نسائی اور مسند احمد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت منقول ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ہر شخص سود کھانے لگے گا اور جو نہیں کھانا چاہے گا، اس کے سانس کے ساتھ سود شامل ہوگا۔ (۲) مسند احمد اور بیہقی میں حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک دور ایسا آئے گا کہ کچھ لوگوں کی شکلیں اس لئے بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ ہو جائیں گی کہ وہ شراب پیتے ہوں گے، ریشم پہنتے ہوں گے، ناچ گانے کی محفلیں آباد کرتے ہوں گے اور سود کھاتے ہوں گے۔ (۳) حافظ ابن القیمؒ نے ''اغاثۃ اللہفانؒ'' میں جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ تجارت کے نام پر سود کو حلال قرار دینے لگیں گے''۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام اس غرض سے عمل میں لایا گیا تھا کہ اس ملک میں قرآن وسنت کا نظام نافذ کیا جائے گا اور برطانوی دور کے نو آبادیاتی نظام سے نجات حاصل کر کے اس کی جگہ قرآن وسنت اور خلافت راشدہ کی طرز پر نیا نظام رائج کیا جائے گا، جس کی صراحت قائداعظم محمد جناحؒ کے متعدد ارشادات میں موجود ہے۔ انہوں نے ملکی معیشت کے بارے میں بھی وضاحت کے ساتھ فرمایا تھا کہ پاکستان کے معاشی نظام کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہوگی اور مغرب کی معاشی نظام سے نجات حاصل کی جائے گی، چنانچہ سنگ میل پبلی کیشنز اردو بازار لاہور کی شائع کردہ کتاب ''قائداعظمؒ کے ماہ وسال'' (مصنف جناب محمد علی چراغ) کے ص ۳۳۰ پر مذکور ہے کہ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح